عقیدۂ صفات باری تعالی

زیر نگرانی

مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی

تالیف

مفتی وکیل الدین جسری

صفات باری تعالی کے بارے میں ہمارا عقیدہ کیا ہے

سوال۔ جناب مفتی صاحب! بعد سلام مسنون عرض یہ ہے کہ استواء عرش، وجہ، ید، قدم، ساق وغیرہ صفات کے بارے میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث ہیں مگر اس کا معنی کیا ہوگا؟ اور اس بارے میں ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ بعض لوگ صفات باری کے تاویل کو ابطال صفات لازم کہتے ہیں یہ کیا صحیح ہے؟ دلائل کی روشنی سے جواب دیکر مرحمت فرمائیں گے تو مشکور وممنون ہوں گے۔

الجواب باسمہ تعالی

دیکھئے قرآن کریم اور احادیث نبوی میں ایسے کچھ الفاظ اور مواضع ہیں جہاں پر حقیقی معنی نہیں چلتی، وہاں پر غیر حقیقی یعنی مجازی یا تو تاویلی معنی لینا ضروری ہوتا ہے ورنہ معنی بھی صحیح نہیں رہتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ:

ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى واضل سبيلا۔ سورة بني اسرائيل آيت نمبر ۷۲۔

اور جو کوئی رہا اس جہاں میں اندھا سو وہ پچھلے جہاں میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے۔ تفسیر عثمانی

مذکورہ آیت میں کہا گیا کہ جو اس دنیا میں اندھا رہے حالانکہ اندھا اسے کہتے ہیں جس کی آنکھ نہیں رہتی، مگر اس جگہ میں اسی حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ غیر حقیقی،

مجازی معنی مراد ہے، یعنی یہاں ہدایت کی راہ سے اندھا رہا، ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہے۔ (موضح القرآن)

فلہٰذا سمجھا تا ہے کہ ہر جگہ میں ہر لفظ کے حقیقی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

اسی طرح قرآن کریم میں ہے:

وقالت اليهود يد الله مغلولة غلت ايديهم ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان۔ سورة المائدة آيت ٦٤

ترجمہ: اور یہود کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا انہی کے ہاتھ بند ہو جاویں اور لعنت ہے ان کو اس کہنے پر بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ تفسیر عثمانی۔

ان ربكم الله الذى خلق السموات والارض فى ستة ايام ثم استوى على العرش۔ سورة الاعراف آيت ٥٤

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر۔ تفسیر عثمانی۔

ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ عرش کے اوپر اور ہر جگہ میں اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ صرف علی العرش پر محدود یہ اعتقاد ہم نہیں رکھتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فاينما تولوا فثم وجه الله۔ سورة البقرة آيت ١١٥

سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ۔

ان الله معنا ۔ سورة التوبة آيت ٤٠ ۔

بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

واذا سألك عبادى عنى فانى قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان۔ سورة البقرة ، آيت ١٨٦

اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے۔

ونحن اقرب اليه من حبل الوريد۔ سورة ق آيت ١٦

اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ میں موجود ہیں۔

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام۔ سورة الرحمن آيت ٢٦ ـ ٢٧

جو کوئی زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا۔ تفسیر عثمانی

كل شىء هالك الا وجهه۔ سورة القصص آيت ٨٨

ہر چیز فنا ہے مگر اس کا منہ۔

عن انس رضى الله تعالى عنه عن النبى ﷺ قال : يلقى فى النار وتقول هل من مزيد حتى يضع قدمه فتقول قط قط۔

صحیح البخاری ۱۸۳۵/٤ رقم ٤٥٦٧ کتاب التفسیر تفسیر سورة ق

حضرت انسؓ سے روایت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں جہنمیوں کو ڈالیا جائے گا اور وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ کا قدم رکھا جائے گا پس کہے قط قط۔

مذکورہ آیات اور احادیث میں صفات باری تعالی کے بارے صحیح دو مذہب ہے۔

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں:

ثم اعلم ان هذه الاحاديث من مشاهير احاديث الصفات، والعلماء فيها على مذهبين : احدهما : مذهب المفوضة وهو الايمان بانها حق على ما اراد الله، ولها معنى يليق به وظاهرها غير مراد وعليه جمهور السلف وطائفة من المتكلمين، والآخر : مذهب المؤولة وهو مذهب جمهور المتكلمين، ...... وهو سائغ فى اللغة۔

عمدة القارى ۳۳۵/۱۳ كتاب التفسير باب قوله وتقول هل من مزيد (دار الفكر)

یعنی یہ حدیث صفات کے مشہور حدیث ہے۔ اس میں علماء کرام کا دو مذہب ہے ایک مذہب مفوضہ یہ جمہور سلف اور متکلمین کے ایک جماعت کا مذہب

ہے اور وہ کہتے ہیں اللہ تعالی نے جو مراد لیا وہ حق ہے اس پر ایمان لانا ہے، اس کا ظاہری معنی مراد نہیں اس کیلئے لائق معنی مراد ہے۔ دوسرا مذہب جمہور متکلمین کا ہے وہ تاویل کے قائل ہیں۔ جو لغت شرع کے اعتبار سے جائز تاویل فرمائی وہ صحیح ہے۔

مذہب اول:

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول ہے:

وهو شيء لا كالاشياء ومعنى الشيء اثباته بلا جسم ولا جوهر ولا عرض ولا حد له ولا ضد له ولا ند له ولا مثل له.وله يد ووجه ونفس كما ذكره الله تعالى فى القرآن من ذكر الوجه واليد والنفس فهو له صفات بلا كيف.

اور وہ شیء ہے نہ کہ دوسرے اشیاء کے مانند اور شیء کا معنی اس کا جسم، جوہر، عرض کے بدون ثابت کرنا، اس کیلئے کوئی حد، ضد، شریک، مثل نہیں ہے، اور اس کیلئے ہاتھ، چہرہ اور نفس ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا پس اس کیلئے وہ صفات بلا کیف ہے۔

الفقه الاكبر للامام ابى حنيفة

امام مالکؒ کا قول ہے:

امام مالکؒ کو الرحمن علی العراستوی کے بارے میں سوال کیا گیا کیف استوی؟

فقال الاستواء غیر مجهول، والكيف غير معقول، والايمان به واجب، والسوال عنه بدعة۔

الاسماء والصفات للبیهقی ۲/۴۱۰ رقم ۸۳۶باب ما جاء فی قول الله عزوجل الرحمن على العرش استوى

تو امام مالکؒ نے کہا استواء غیر مجہول ہے اور کیف غیر معقول اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس سے سوال کرنا بدعت ہے۔

امام شافعیؒ کا قول ہے:

فنثبت هذه الصفات التي جاء بها ووردت بها السنة وننفي التشبيه عنه كما نفى عن نفسه، فقال ليس كمثله شيء

سیر اعلام النبلاء ۲۰/۳۴۱ ، الطبقة التاسع والعشرون ۲۳۲ جعفر بن زید

پس ہم اس صفات کو ثابت کرتے ہیں جو قرآن میں آیا اور حدیث کے ذریعہ ثابت ہوا، اور ہم اس تشبیہ کو نفی کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی ذات سے نفی کیا، پس کہا کہ نہیں ہے اس کے مثل کوئی شیء۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے:

حين سئل عن النصوص المتشابة : نؤمن بها ونصدق بها ولا كيف ولا معنى،اى نقرأها دون اعطاء اى تفسير۔

مجالس ابن الجوزی ۱۰۷ المبحث الثانی المحکم والمتشابه فی القرآن العظیم۔

جبکہ نصوص متشابہ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کو سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں، کیف اور معنی نہیں ہے یعنی ہم اس کو پڑھیں گے تفسیر کے علاوہ۔

حق تعالی کیلئے جہاں ہاتھ، پاؤں، آنکھ وغیرہ نعوت ذکر کی گئی ہیں۔ ان سے بھول کر بھی یہ وہم نہ ہونا چاہئے کہ وہ معاذ اللہ مخلوق کی طرح جسم اور اعضائے جسمانی رکھتا ہے۔ پس جس طرح خدا کی ذات اور وجود، حیات، علم، وغیرہ تمامی صفات کی کوئی نظیر اور مثال اور کیفیت اس کے سوا بیان نہیں ہوسکتی۔ جیسے خدا کی ذات بے چون وبیچگوں ہے، اس کے سمع، بصر، ید وغیرہ نعوت اور تعبیر وبیان کے احاطہ سے بالکل وراءالوراء ہیں۔ ليس كمثله شيء وهو السميع البصير (سورۃ الشوری آیت ۲) حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے ان آیات پر جو فائدہ لکھا ہے اس میں دو ہاتوں سے مراد ''مہر'' کا اور ''قہر'' کا ہاتھ لیا ہے یعنی آج کل خدا کی

مہر کا ہاتھ ''امت محمدیہ'' پر اور قہر کا بنی اسرائیل پر کھلا ہوا ہے۔ جیسا کہ اگلی آیتوں میں ارشاد فرمایا۔ تفسیر عثمانی ۱۵۷

استواء علی العرش کو بھی اسی قاعدہ سے سمجھ لو۔ عرش کے معنی تخت اور بلند مقام کے ہیں۔ ''استواء'' کا ترجمہ اکثر محققین نے استقرار و تمکن سے کیا ہے (جیسے مترجم رحمہ اللہ نے قرار پکڑنے سے تعبیر فرمایا) گویا یہ لفظ تخت حکومت پر ایسی طرح قابض ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کا کوئی حصہ اور گوشہ حیطۂ نفوذ واقتدار سے باہر نہ رہے اور نہ قبضہ وتسلط میں کسی قسم کی مزاحمت اور گڑبڑی پائی جائے سب کام اور انتظام برابر ہو۔ اب دنیا میں بادشاہوں کی تخت نشینی کا ایک تو مبدا اور ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت یا غرض وغایت یعنی ملک پر پورا تسلط واقتدار اور نفوذ وتصرف کی قدرت حاصل ہونا۔ حق تعالی کے ''استواء علی العرش'' میں یہ حقیقت اور غرض وغایت بدرجۂ کمال موجود ہے یعنی آسمان وزمین (کل علویات وسفلیات) کو پیدا کرنے کے بعد ان پر کامل قبضہ واقتدار اور ہر قسم کے مالکانہ وشہنشاہانہ تصرفات کا حق بے روک ٹوک اسی کو حاصل ہے جیسا کہ دوسری جگہ ثم استوی علی العرش کے بعد یدبر الامر وغیرہ الفاظ اور یہاں یغشی اللیل والنہار الخ سے اسی مضمون پر متنبہ فرمایا ہے۔ رہا استواء علی العرش کا مبدا اور ظاہری صورت، اس کے متعلق وہ ہی عقیدہ رکھنا چاہئیے جو ہم سمع وبصر وغیرہ صفات کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ اس کی کوئی ایسی صورت نہیں ہوسکتی جس میں صفات

مخلوقین اور سمات حدوث کا ذرا بھی شائبہ ہو۔ پھر کیسی ہے؟ اس کا جواب وہی ہے کہ لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر۔ (سورة الشوری آیت ۲)

تفسیر عثمانی ۲۰۹۔۲۱۰

مذہب دوم:

لغت وشرع کے اعتبار سے جو تاویلیں جائز فرمائی اس میں صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، محدثین، مفسرین وغیرہم ہیں۔ جیسا کہ:

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یوم یکشف عن ساق قال جماعة من الصحابة والتابعین من اهل التاویل: یبدو عن امر شدید۔

جامع البیان عن تاویل آی القرآن ٤٦/٢٤ سورة القلم

جس دن کھولی جائے پنڈلی۔ صحابہ اور تابعین کے ایک جماعت تاویل کرنے والے میں سے ہیں: ظاہر ہوتے ہیں سخت امر سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تاویل

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ: یوم یکشف عن ساق : قال :هو یوم حرب وشدة۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جس دن کھولی جائے پنڈلی۔ کہا وہ غصہ اور شدت کا دن ہے، اور بھی فرمایا

حضرت مجاہدؒ کی تاویل

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یوم یکشف عن ساق : قال شدة الامر۔

حضرت سعید بن جبیرؒ کی تاویل

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں:

شدة الامر۔

حضرت قتادۃؒ کی تاویل

حضرت قتادۃؒ فرماتے ہیں:

عن قتادة فی قوله:یوم یکشف عن ساق : قال یوم یکشف عن شدة الامر۔

جامع البیان عن تاویل آی القرآن ٤٦/٢٤ سورة القلم

ابن عباسؓ کی تاویل

حضرت ابن عباسؓ بھی تاویل کرتے ہیں اس آیت میں:

والسماء بنیناها باید ای بقوة۔

اور بنایا ہم نے آسمان ہاتھ کے بل سے۔ یعنی قوت وطاقت سے۔

اسی طرح سلف کے امام میں سے حضرت مجاہدؒ، قتادۃؒ، منصورؒ، ابن وہبؒ، سفیانؒ نے ''اید'' کو قوۃ سے تاویل کیا۔

جامع البیان عن تاویل آی القرآن ١٠/٢٢ سورة الذاریات۔

تابعی حضرت مجاہدؒ کی تاویل۔

عن مجاهد فی هذه الایة فاینما تولوا فثم وجه الله قال فثم قبلة الله۔

سنن الترمذی ٢٠٥/٥ رقم ٢٩٥٨ کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقرة۔

حضرت مجاہدؒ قرآن کے اس آیت فاینما تولوا فثم وجه الله میں فرماتے ہیں فثم قبلۃ اللہ۔ یعنی وہاں اللہ تعالی کا قبلہ۔

عن مجاجد فی قول الله : علی ما فرطت فی جنب الله قال : فی امر الله۔

جامع البیان عن تاویل آی القرآن ٣١/١٩ سورة الزمر الآیة ٥٦۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: فی جنب اللہ یعنی فی امر اللہ، اللہ تعالی کے حکم سے۔

امام سفیان ثوریؒ کی تاویل

عن معدان العابد قال سالت سفیان الثوری عن قول اللہ عز وجل وھو معکم قال علمہ۔

الاسماء والصفات للبیھقی ٤٦٦/٢ رقم ٨٦٨ باب ما جاء فی قول اللہ عزوجل معہ ،وھو معکم قال : علمہ۔

حضرت معدان فرماتے ہیں میں نے سفیان ثوریؒ سے اللہ تعالی کے قول وھومعکم کے بارے میں سوال کیا،تو آپ نے کہایعنی اس کا علم۔

عبداللہ بن مبارکؒ کی تاویل

یدنو من ربہ حتی یضع علیہ کنفہ:قال ابن المبارک کنفہ یعنی سترہ۔

خلق افعاد العباد للبخاری ١٣٨/١ رقم ١٣٣ باب التعرب بعد الھجرۃ۔

قریب ہوتا ہے اللہ سے یہاں تک کہ اس پر کنف یعنی اس کا ستر۔

امام مالکؒ کی تاویل

عن مالک بن انس انہ سئل عن الحدیث: ان اللہ ینزل فی اللیل الی سماء الدنیا فقال مالک یتنزل امرہ۔

التمھید لما فی موطا مالک من الاسانید لابن عبد البر ٤/٩

امام احمد بن حنبلؒ کی تاویل

عن حنبل ان احمد بن حنبل تاول قول اللہ تعالی وجاء ربک انہ جاء ثوابہ۔

البدایۃ والنھایۃ ١٠/ ٣٢٧ومن شعرہ قولہ۔

حضرت حنبل سے روایت ہے تحقیق کہ احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالی کا قول وجاء ربک کوتاویل کیا تحقیق کہ آیا اس کا ثواب۔

امام بخاریؒ کی تاویل

کل شیء ھالک الا وجھہ الا ملکہ۔

صحیح البخاری ١٧٨٧/٤ کتاب التفسیر سورۃ القصص۔

ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کا چہرہ یعنی اس کی بادشاہی۔

امام ترمذیؒ کی تاویل

عن النبی ﷺ قال یاتی القرآن واھل الذین یعملون فی الدنیا.......

ومعنی ھذا الحدیث عن اھل العلم انہ یجیء ثواب قرائتہ کذا فسربعض اھل العلم ھذا الحدیث وما یشبہ ھذا ما الاحادیث انہ

یجیء ثواب قرائۃ القرآن۔

سنن الترمذی ١٦٠/٥ رقم ٢٨٨٣ کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی سورۃ آل عمران۔

رسول ﷺ فرماتے ہیں: قرآن آتا ہے اور اس کا اہل جنہوں نے عمل کیا اس کے ذریعہ دنیا میں....

اہل علم کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ تحقیق کہ اس کے قرائت کا ثواب آیا ہے، اسی طرح اس اور اس جیسی حدیث کو بعض اہل علم نے تفسیر کیا کہ قرآن پڑھنے کا ثواب آیا ہے۔

پس یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہب اول کے امام بھی مذہب ثانی کے بھی قائل ہیں جیسا کہ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ، آپ نے آیات متشابہ میں ایمان لاتے ہیں اور اس پر تصدیق بھی کرتے ہیں مگر جبکہ لغت اور شرع میں جو تاویل جائز فرمائی اسی کا بھی قائل ہیں۔

صفات باری کے بارے میں علماء دیوبند کا عقیدہ

علماء دیوبند صفات باری کے بارے میں صفات بلا کیف پر ایمان لاتے ہیں اور لغت شرع کے اعتبار سے جو تاویلیں جائز فرمائی اس کو بھی حق مانتے ہیں۔

السوال الثالث عشر والرابع عشر: ما قولکم فی امثال قولہ تعالی الرحمن علی العرش استوی ھل تجوزون اثبات جھۃ ومکان

للباری تعالی ام کیف رایکم فیہ؟

الجواب: قولنا فی امثال تلك الآیات انا نؤمن بھا ولا یقال کیف ونؤمن باللہ سبحانہ وتعالی متعال ومنزہ عن صفات المخلوقین وعن سمات النقص والحدوث کما ھو رای قدمائنا. واما ما قال المتاخرون من ائمتنا فی تلك الآیات یأولونھا بتاویلات صحیحۃ سائغۃ فی اللغۃ والشرع بانہ یمکن ان یکون المراد من الاستواء الاستیلاء ومن الید القدرۃ الی غیر ذالك تقریبا الی افھام القاصرین فحق ایضا عندنا واما الجھۃ والمکان فلا تجوز اثباتھما لہ تعالی ونقول انہ تعالی منزہ ومتعال عنھما وعن جمیع الحدوث۔

المھند علی المفند ٣٨۔٣٩ یعنی عقائد علماء اھل سنت دیوبند

تیرہ اور چودھواں سوال۔ کیا کہتے ہیں حق تعالی کے اس قسم کے قول میں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالی کیلئے جہت ومکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے؟

جواب: اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص وحدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے

متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالی کیلئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

تاویل صفات باری سے ابطال صفت لازم نہیں

جو لوگ صفات باری کو تاویل کرنے سے ابطال صفت لازم کہتے ہیں، اس بارے حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

متعلق تحقیق معنی ید اللہ و مانند آں از مشابہات

سوال (۴۳۲) زید کہتا ہے کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں لفظ ید کی اضافت اللہ کی طرف کی گئی ہے جیسے "ید اللہ فوق ایدیھم" تو وہاں ید سے مراد قدرت ہے۔ کیونکہ ید وغیرہ اجزاء جسم سے حق تعالی پاک و منزہ ہے۔ اور عمر کہتا ہے کہ قدرت علیحدہ صفت حق تعالی کی ہے اور ید دوسری صفت اس کی مستقل ہے ید سے قدرت مراد لینا اس سے ایک صفت کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ مذہب اہل قدر اور معتزلہ اور امامیہ شعیہ کا ہے۔ باقی لفظ ید متشابہات میں سے ہیں جو کچھ اس کی مراد ہے اس کو حق تعالی ہی جانتا ہے اور ہم اس کے ادراک سے عاجز ہیں

هكذا في شرح الفقه الاكبر لابي المنتهى اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہر دو قول مذکورہ میں سے کون سا قول حق مطابق اہل سنت والجماعت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اصل مذہب سلف کا یہی ہے جو عمر کہتا ہے لیکن اجراء علی الحقیقت کے ساتھ محفوظ رکھنا اور اجراء علی الحقیقت کو اجراء علی الظاہر کا مغائر سمجھنا تحمل عقول عامیہ سے ارفع تھا۔ اس لئے متاخرین نے تاویل مناسب کی اجازت دیدی لیکن حقیقی معنی کی بھی نفی نہیں کی اور یہی فرق ہے ان ماولین اور اہل بدعت کے درمیان۔

امداد الفتاوی ۶/۵۷ کتاب العقائد والکلام

صفات باری مخلوق کے ساتھ کسی قسم کی تشبیہ نہیں

قرآن کریم اور احادیث میں جتنے صفات باری مذکور ہوئے ہیں اس میں کسی صفت مخلوق کے صفات کے ساتھ تشبیہ نہیں رکھتا۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ۔(سورة الشورى آیت ۲)

نہیں ہے اس کی طرح کا سا کوئی۔ تفسیر عثمانی

صفات باری کے بارے میں کچھ لوگ تشبیہ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ

اللہ تعالی کا ہاتھ، پاؤں، ید، وجہ، ساق وغیرہ ہمارے مانند ہے، اور کچھ لوگ صفات باری تعالی کو انکار کرتے ہیں، وہ باطل فرقہ ہے،

علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

لو صح هذا الكلام يلزم ان يفنى جميع اعضائه وان لا يبقى منه الا الوجه۔ تفسير رازى ۱۲/۱۸/۱۱۱ الاية ۸۸۔

اگر اس کلام کو صحیح مان لیا جاوے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالی کا ہر عضو (ید، قدم وغیرہ) ہلاک ہوجاوے مگر منہ صحیح رہے گا۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومن لم يتوق النفى والتشبيه زل ولم يصب التنزيه، فان ربنا جل وعلا موصوف بصفات الوحدانية منعوت بنعوت الفردانية ليس فى معناه احد من البرية۔ عقيدة الطحاوية ۔

جس نے اللہ تعالی کی صفات کو انکار کرنے اور تشبیہ دینے سے روکا نہیں وہ لغزش کھایا اور اللہ تعالی کو منزہ ثابت نہیں کرسکا۔ کیونکہ ہمارا رب جل وعلا وحدانی اور فردانی صفات کے ساتھ متصف ہے مخلوق کے میں سے کسی نے اسی صفات کا مستحق نہیں ہے۔

اور بھی فرمایا:

تعالى عن الحدود والغايات والاركان والاعضاء والادوات

لاتحويه الجهات الست كسائر المبتدعات۔

اللہ تعالی حدود، غایہ، رکن، عضو اور آلہ سے برتر ہے، چھ جہتوں (دائیں بائیں، سامنے، پیچھے، اوپر، نیچے) اس کو احاطہ کرنہیں رکھا، جیسا کہ مخلوق کو چھ جہت احاطہ کرر کھا ہے۔

پس خلاصہ بات یہ ہے کہ ہم آیات وحدیث کے اندر مذکورہ اللہ کے تمام صفات پر بھی ایمان لاتے ہیں، اور تشبیہ بھی نہیں دیتے ہیں، اور جگہ بجگہ لغت اور شرع کے اعتبار سے صحیح تاویل کرتے ہیں، یعنی ہمارا مذہب مذہب مفوضہ اور مؤولہ دونوں ہے، ہم دونوں مذہب کو حق مانتے ہیں، ورنہ معنی صحیح نہیں رہتا۔ جیسا کہ كل شیء هالك الا وجهه میں وجہ کا معنی اگر چہرہ لیا جائے تو معنی ہوتا ہے کہ ہر چیز فنا ہونے جانے والی ہے صرف اللہ تعالی چہرہ۔ یہ معنی تو غلط ہے۔ فلہٰذا ہم تاویل کے قائل ہیں، كل شیء هالك سے مراد تمام ممکن اشیاء ہلاک ہونے والی ہے مگر صرف اللہ تعالی کی ذات باری باقی رہنے والا ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح
محمد عبد السلام عفا اللہ عنہ
۳ رجب ۱۴۳۷ھ

کتبہ
وکیل الدین جسری
۲ رجب ۱۴۳۷ھ